مولانا محمد علی جوہرؒ اور علامہ اقبالؒ

پروفیسر ڈاکٹر عمر حیات عاصم سیال
شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی

Pfro. Dr. Umar Hayat Sayyal

ABSTRACT:

Maulana Muhammad Ali Jauhar and Allama Iqbal were modern educated Muslims scholars of the sub- continent. They have individual thinking about the politics of Sub-continent. In the movement of Pakistan they guided the Muslims of Sub-continent to acuter the independence. As the reformer and Ideal of the Muslim generation they are un compassable between leading scholars, clash of opinion they were kind to each other. They are Indial for our young generation and also for political workers of the teom for the reconstruction of Pakistan.

مولانا محمد علی جوہرؒ کی شخصیت علمی و عملی ہر اعتبار سے قابل تعظیم و تکریم ہے، آپ بے باک مقرر، زیرک سیاستدان، حریت فکر کے مجاہد اور قادر الکلام شاعر تھے۔ فکر و سیرت کے اعتبار سے آپ کی زندگی قابل رشک تھی۔ آپ کی زندگی فکر اسلامی کا مرقع تھی، آپ اپنی قوت فیصلہ اور حوصلہ کے اعتبار سے معاصرین میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ علامہ اقبال آپ کی ان خوبیوں کے باعث نہایت احترام سے پیش آتے تھے، اختلاف رائے کے باوجو آپ کا احترام کرتے تھے، دونوں کی تربیت اسلامی ماحول میں ہوئی، دونوں اسلام سے دیوانہ وار محبت کرتے تھے، شاعر کی حیثیت سے دونوں کی پرواز افکار و خیالات کے اعتبار سے یکساں تھی، سوانح نگاروں کے بقول مولانا محمد علی جوہرؒ بحیثیت شاعر اقبال کے افکار کی بلندی کو نہ چھو سکے، لیکن اسلامی انقلابی افکار اور ملی احساسات کے لحاظ سے مولانا محمد علی جوہرؒ اقبال سے کم نہ تھے، پروفیسر محمد سرور جامعی نے دونوں کے افکار و اطوار زندگی کا نقشہ اس طرح پیش کیا ہے:

> علامہ اقبال کے تاثرات مولانا مرحوم ہی کی طرح تھے، ان کے اس دور کے کلام میں ترک و عرب کی داستان اور اسلامیوں کا سوز و ساز بڑا نمایاں ہے اور خاص طور سے ان کی مشہو نظم خضر راہ (۲۱۔۱۹۲۰ء) میں مسلمانوں کے قلب و دماغ کی جو کیفیت تھی اس کی پرزور ترجمانی کرتی ہے، برصغیر کے اسلامی ذہن میں اس کیفیت کو پیدا کرنے میں بیشک اس زمانے کے اور رہنماؤں کا بھی حصہ ہے، لیکن میرے نزدیک اس کاروان حریت کے قائد مولانا محمد علی جوہرؒ تھے۔(۱)

پروفیسر محمد سرور جامعی نے بلند پایہ شخصیات کے انداز اظہار رائے پر روشنی ڈالتے ہوئے تضادات واحترامات کا تذکرہ اس طرح کیا ہے:

> محمد علی جوہرؒ عملی دنیا کے ایک دیو پیکر انسان تھے، جبکہ اقبال آسمان فکر کے بلند پرواز شاہین تھے۔

''محمد علی جوہرؒ نے اصحاب عزم و ہمت کا راستہ اختیار کیا جبکہ اقبال نے شعر و نغمہ کی محفل کا رخ کیا، اقبال نے اپنے افکار کی تالیف و نظم کے لئے گوشہ گیری کی زندگی اختیار کی، محمد علی جوہرؒ نے ایک نیا جہاں آباد کرنے اور نظام کہنہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے انقلاب کی راہ میں آبلہ پائی سے محبت کی۔ اقبال نے عام افکار میں ''نیا شوالہ'' منظوم شاہکار تخلیق کیا تھا، لیکن محمد علی جوہرؒ اس دنیائے آب و گل میں ایک سب سے اونچے تیرتھ کی تعمیر کے عزم کے لئے احرام سفر باندھ چکے تھے''

پروفیسر محمد سرور جامعی نے اختلاف رائے کی نوعیت و اہمیت کے اعتبار سے دونوں شخصیات کا تقابل پیش کرتے ہوئے دلچسپ عمل اور ردعمل کا موازنہ اس طرح کیا ہے:

''محمد علی جوہرؒ حد درجہ جذباتی اور پارہ صفت انسان تھے۔ اقبال کی شخصیت میں ٹھہراؤ تھا۔ محمد علی جوہرؒ زود اشتعال تھے، اقبال بردبار تھے، محمد علی جوہرؒ اقبال کے ایک بیان سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے ہمدرد میں لگاتار پانچ مضمون اقبال کے بیان کے صرف چند جملوں پر تنقید میں لکھ ڈالے، اقبال نے ان کے پانچ تند و تیز مخالفانہ مضامین پڑھ کر بھی ایک بیان نہ دیا، محمد علی جوہرؒ تقریباً ہر معاملے میں انتہا پسند تھے، اقبال میانہ رو اور اعتدال پسند تھے، محمد علی جوہرؒ الفاظ کے استعمال میں بہت بے پرواہ تھے ان کے برعکس اقبال نے اپنی شاعری کی طرح اپنے سیاسی اور وقتی مسائل کے سلسلے میں ہنگامی بیانات میں بھی نہایت نپے تلے الفاظ استعمال کئے، محمد علی جوہرؒ نے جنگ میں حدود کی کبھی پرواہ نہیں کی، اقبال نے تنقید میں بھی حدود سے تجاوز نہیں کیا، اقبال نے سیاست میں مدبرانہ مقام سے شاید ہی کبھی نیچے دیکھا ہو۔ محمد علی جوہرؒ سیاست میں اپنے عوامی

کردار اور صحافیانہ سطح سے کبھی بلند نہ ہو سکے۔"

ان تمام اختلافات و تضادات کے باوجود علامہ اقبال اور مولانا محمد علی جوہرؒ نے ایک دوسرے کے کمالات کا اعتراف کیا اور احترام میں کبھی کمی نہیں آنے دی، زندگی کے مختلف ادوار میں اختلافات اور انداز فکر کے نتیجے میں بحث و مباحثہ کے باوجود ایک دوسرے کی قومی خدمات کا اعتراف کیا اور اس سے کبھی انکار نہیں کیا، دونوں حضرات خادم ملک و ملت کی حیثیت سے موقع بموقع مخلصانہ جذبات و احترامات کا اہتمام کرتے رہے، یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کیونکہ اخلاص نیت میں ذات کے بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا مقصود زندگی ہے، جس کا تعلق انسانی جذبات کے بجائے خالق کائنات کی اطاعت پر ہے۔

مولانا محمد علی جوہرؒ اور علامہ اقبالؒ کے درمیان انگریزی تعلیم کا حصول طریقہ کار اور اس کے علاوہ تحریک ترک موالات کے حوالے سے بھی اختلاف تھا لیکن مولانا محمد علی جوہرؒ علامہ اقبال کی قیام امن سے متعلق کوششوں کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میں نے جب اخبارات میں پڑھا کہ کس طرح علامہ اقبال نے مسلمانوں کو ایک بار نہیں بلکہ بار بار اور دن رات صبر کی تلقین فرمائی تو میرے لئے اس سچے محب وطن کے لئے دعا نکلی کاش میں اسی وقت اس کی بھی دعا مانگ لیتا کہ لاہور کے مسلمان اس کی نصیحت پر آخر تک عمل پیرا رہیں۔"(۲)

1919ء میں جب مولانا محمد علی جوہرؒ جیل سے رہا ہو کر امرتسر پہنچے جہاں مسلم لیگ کا اجلاس ہو رہا تھا، اس اجلاس میں علامہ اقبال نے مولانا کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے مسلم لیگ کے اجلاس میں مولانا جوہرؒ کو مخاطب کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھے:

ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند   قطرہ نیساں ہے زندان صدف سے ارجمند
مشک اذفر چیز کیا ہے اک لہو کی بوند ہے   مشک بن جاتی ہے ہو کر نافۂ آہو میں بند

ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت مگر کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام وقفس سے بہرہ مند
شہپرزاغ وزغن دربند قید و صید نیست ایں سعادت قسمت شہباز وشاہین کردہ اند(۳)

مولانا محمد علی جوہرؒ مسئلہ خلافت کی اہمیت اور ہندوستان کے مسلمانوں کی اس سے وابستگی کے حوالے سے حکومت برطانیہ کو آگاہ کرنے جارہے تھے، اقبال اس کوشش سے مطمئن نہ تھے، اقبال نے برطانیہ کی ہٹ دھرمی کے پیش نظر اسے اسلامی حمیت کے خلاف قرار دیا اور مولانا سے اختلاف کرتے ہوئے یہ قطعہ لکھا:

اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے جائے تو احکام حق سے نہ کر بے وفائی
نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا خلافت کی کرنے لگا تو گدائی
خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے مسلماں کو ہے ننگ وہ بادشاہی
مرا از شکستن چناں عار ناید کہ از دیگراں خواستن مومیائی (۴)

مولانا محمد علی جوہرؒ اختلافات کے باوجود علامہ اقبال کو بطور شاعر اور ملت اسلامیہ کے غم خوار کی حیثیت سے بڑے احترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے "مثنوی اسرار خودی اور موز بے خودی" کے مطالعہ کے بعد وہ اس قدر مسحور ہوئے کہ ہندوستان کے بلند پایہ شعراء میں آپ کو شمار کرتے تھے، ۱۹۱۲ء میں جب ہمدرد نکالنے کا فیصلہ ہوا تو علامہ اقبال سے پہلے شمارے کے لئے پیغام طلب کیا علامہ نے اپنے دوست کی فرمائش کی تعمیل ان اشعار سے کی:

تجھے کیوں فکر ہے اے گل دل صد چاک بلبل کی تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے
اگر منظور ہے تجھ کو خزاں نا آشنا رہنا۔ جہاں رنگ و بو سے پہلے قطع آرزو کر لے تمنا
آبرو کی ہو اگر گلزار ہستی میں۔ تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے۔ (۵)

مولانا محمد علی جوہرؒ کی تحریروں سے یہ انداز ہوتا ہے کہ انہوں نے علامہ اقبال کی سیاسی آراء سے اختلاف کیا مگر شاعرانہ مقام کے وہ گرویدہ رہے، مولانا محمد علی جوہرؒ نے کامریڈ کے ایک مضمون میں جس کا ترجمہ سید حامد نے کیا ہے اقبال کی شاعری سے متعلق لکھا:

''اقبال کی شاعری کی جب میں نے ایک جھلک ہی دیکھی تھی اس سے سالہا سال پہلے دوسروں کو اقبال کے نابغہ عصر ہونے کا احساس ہو چلا تھا، لیکن اتنا دعویٰ تو میں بھی کر سکتا ہوں کہ اس کے فسوں کے زیر اثر آنے کے بعد میں تلافی مافات میں دل و جاں سے لگ گیا اس کی گریز خو نظموں کو جو رسالوں اور اخباروں میں ہاتھ آ جاتیں میں بار بار پڑھتا اور اس فراواں خط میں اپنے اخباروں کے قارئین کو بھی شریک کرتا''(۶)

مولانا محمد علی جوہرؒ اقبال کے کلام کے تنقید نگار کے ساتھ ساتھ مداح بھی تھے ''مثنوی اسرار خودی اور رموز بے خودی'' کے مطالعہ کے بعد جو علامہ اقبال نے انہیں پہلی اشاعت پر تحفۃً بھیجی تھیں ان پر تفصیل سے اظہار خیال کرتے ہوئے اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

''ہم نے محسوس کیا کہ اقبال کی یہ مثنوی گزشتہ کلام سے کہیں زیادہ بلند ہے اور اس کے ذریعے دنیائے اسلام کے ایک بڑے حصے تک اپنی آواز پہنچا سکتے ہیں جو اردو کے ذریعے ممکن نہ تھا ان کے آتش فشاں اردو کلام کے مقابلے میں ابتداء ان کی مثنوی بے جان اور سرد معلوم ہوئی لیکن جونہی ابتدائی باب ختم ہوا جس میں انہوں نے اپنے فلسفے کا موضوع پیش کیا ہے اور اپنے مشرقی مطالعہ کنندگان کے آگے پرانی اصطلاحات کے نئے معنوں کی وضاحت کی ہے اور جس کے بعد وہ بجائے پی ایچ ڈی کے شاعر کے روپ میں جلوہ گر ہوئے ہیں ہم نے محسوس کیا کہ مرمر کی مورتوں میں بھی زندگی کا سیل آتش دوڑنے لگا ہے''(۷)

مولانا محمد علی جوہرؒ بلند پایہ ادیب شعلہ بیاں مقرر تھے علامہ اقبال کے اشعار سے استفادہ کرتے تھے، آپ بلند پایہ شاعر بھی تھے، علامہ اقبال کی نظم شمع و شاعر کے وزن پر آپ مسلمانان وطن کے نام سے اپنی حریت فکر کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

تھا جنہیں ذوق تماشہ وہ رخصت ہوگئے — لے کے اب تو وعدۂ دیدار عام آیا تو کیا
انجمن سے وہ پرانے شعلہ آشام اٹھ گئے — ساقیا محفل تو آتش بجام آیا تو کیا
آہ جب گلشن کی جمعیت پریشان ہوچکی — پھول کو باد بہاری کا پیغام آیا تو کیا
آخر شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ — صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا
پھول بے پرواہ ہیں تو گرم نو ہو یا نہ ہو — کارواں بے حس ہے آواز درا ہو یا نہ ہو(۸)

مولانا محمد علی جوہرؒ دینی حمیت کے اعتبار سے منفرد مقام رکھتے تھے اللہ تعالیٰ سے خصوصی تعلق ان کی ہر تحریر وتقریر سے جھلکتا ہے آپ دین کے معاملے میں شدید جذبات کے حامل تھے، اللہ تعالیٰ سے تعلق استوار کرنے کے لئے اپنی تقاریر میں مسلمانوں کو ہدایات دیتے تھے کہ وہ دین سے وابستہ ہوجائیں ایک تقریر میں آپ فرماتے ہیں:

> ''اگر تم چاہتے ہو کہ کوئی تم پر حکومت نہ کرسکے تو پہلے خدا کی وفادار رعایا بنو تمہارا بادشاہ بھی تمہاری طرح خدا کی رعایا کا ایک فرد ہے تم اس سے کہہ سکتے ہو کہ ہم تم ایک خدا کے بندے ہیں مرتبے بے شک جدا جدا ہیں مگر عبدیت الٰہی کا جہاں تک تعلق ہے ہم میں اور تم میں کوئی فرق نہیں ہے۔''(۹)

مولانا محمد علی جوہرؒ بحیثیت مسلمان اپنے عقائد کے اظہار کا اپنا انداز اپناتے تھے، وہ شاعری میں ہو یا نثر میں ان کے ایک ایک حرف سے ایمان کی پختگی اللہ تعالیٰ پر غیر متزلزل ایمان اور ایمانیات کا عملی اظہار واضح ہوتا ہے۔

مولانا محمد علی جوہرؒ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے عجز گزار ہوتے ہیں۔ سلیم فاروقی کا نذرانہ عقیدت مولانا محمد علی جوہرؒ کی خدمت میں:

شرر افشاں قلم اس کا زباں بھی حق بیاں یارو — عمل سے عزم وہمت کی عیاں تھیں جھلکیاں یارو
مصاف زندگی میں سیرت فولاد رکھتا تھا — ڈرا سکتی نہ تھیں اس کو جہاں کی سختیاں یارو

تدبر علم و دانائی خدا نے اس کو بخشی تھی — جہاں میں ایسی کم ہوتی ہیں پیدا ہستیاں یارو
گرجتا تھا تو پیلس بھی بکنگھم کا لرز جاتا — مقابل کون کر سکتا تھا اس کے ایں و آں یارو
مدلل گفتگو، تفہیم افزا اس کی تقریریں — گہر ہائے فطانت سے تھی پر درج وہاں یارو
زباں غیر میں حسن خطابت تھا ختم اس پر — فصاحت اور بلاغت کا تھا اک سیل رواں یارو
صحافت کو کیا رو آشنا حق و صداقت سے — رہا اس کا قلم بیگانۂ سود و زیاں یارو
رہا اظہار حق گوئی میں پابند سلاسل بھی — مگر باطل پرستوں کی اڑا دیں دھجیاں یارو
جلاسکتی تھیں استبداد و آقائی کے خرم کو — چھپی تھیں اس کے خاکستر میں وہ چنگاریاں یارو
فرنگی ناخداؤں کو کہاں خاطر میں وہ لاتا — سمجھ میں آ چکی تھیں ان کی سب عیاریاں یارو
فروغ دیں و ملت کے لئے کوشاں رہا پیہم — تھی اس کے آیۂ **لاتقنطو** ورد زباں یارو
رہا ثابت قدم تا عمر آزادی کا پروانہ — ہیں اس کی خوبیاں سب داستاں درداستاں یارو
غلاموں کے وطن میں جان دیتا وہ یہ ناممکن — کیا ثبت اپنی غیرت کا ہر اک دل پرنشاں یارو
خدا نے سرزمیں انبیاء میں جگہ دی اس کو — جہاں ہوتا روز و شب نزول قدسیاں یارو

حواشی وحوالہ جات

۱۔ محمد سرور، مولانا محمد علی جوہرؒ بحیثیت تاریخ اور تاریخ ساز، لاہور سندھ ساگر اکیڈمی ۱۹۶۲ء، ص ۴۸

۲۔ فسادات لاہور، روزنامہ ہمدرد دہلی، ۸ مئی، ۱۹۲۷ء، ص ۳

۳۔ کلیات اقبال (اردو)، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۵ء، بانگ درا، ص ۲۵۳

۴۔ کلیات اقبال (اردو)، شیخ غلام علی اینڈ سنز، ۱۹۷۵ء، بانگ درا، ص ۲۵۴

۵۔ حکمت رفتہ، کراچی تعلیمی مرکز ۱۹۶۱ء، ص ۵۰

۶۔ حامد، سید! جوہرؒ کی شخصیت ادبی وغیر ادبی مرتب سید نظر برنی نئی دہلی ادبی سنگم، ۱۹۷۰ء، ص ۲۰۲

۷۔ احمد اللہ خاں (مترجم)، تعلیمات اقبال از مولانا محمد علی ادبی سنگم، نئی دہلی،

۱۹۷۶ء، ص ۲۵۴

۸۔ شمع و شاعر کے مصنف سے ایک سوال، مضامین محمد علی کتب خانہ پنجاب لاہور، ۱۹۷۸ء، ص ۶۵

۹۔ مقالات مولانا محمد علی جوہرؒ صدی کانفرنس، ۱۶دسمبر تا ۱۹دسمبر ۱۹۷۸ء، ص ۲۹۲

ریسرچ اسکالر کی رہنمائی کے لئے

فہرست کتب بحوالہ: علامہ سید سلیمان ندویؒ

فہرست نگار: پروفیسر ڈاکٹر عمر حیات سیال

اسسٹنٹ پروفیسر: شیخ زاید اسلامک سینٹر، جامعہ کراچی

۱۔ ہم نفسان رفتہ، رشید احمد صدیقی، مطبوعہ اعظم گڑھ

۲۔ تنقیدی اشاریے، آل احمد سرور، لکھنؤ ۱۹۴۹ء

۳۔ مجلہ ریاض کراچی، سلیمان نمبر، مارچ ۱۹۵۴ء، مرتب رئیس احمد جعفری

۴۔ تذکرہ سلیمان، کراچی، ۱۹۶۰ء، مرتب غلام محمد

۵۔ مکاتیب سید سلیمان ندوی، مسعود عالم ندوی، لاہور ۱۹۵۳ء

۶۔ مضامین سلیمان ندوی، شفیع احمد، مطبوعہ پٹنہ

۷۔ مقالات سید سلیمان ندوی، مرتب: صباح الدین عبدالرحمٰن، اعظم گڑھ ۱۹۶۶ء

۸۔ معارف اعظم گڑھ، معارف سلیمان نمبر مئی ۱۹۵۵ء، مرتب شاہ معین الدین ندوی

۹۔ بریدفرنگ اعظم گڑھ معارف سلیمان نمبر مئی ۱۹۵۵ء، مرتب شاہ معین الدین ندوی

۱۰۔ ہندوؤں کی تعلیم مسلمانوں کے عہد میں سلیمان ندوی۔

۱۱۔ عربوں کی جہازرانی، سلیمان ندویؒ

۱۲۔ حیات شبلی، سلیمان ندویؒ

۱۳۔ رحمت عالم ﷺ، سلیمان ندویؒ

۱۴۔ خطبات مدراس، سلیمان ندویؒ
۱۵۔ ارض القرآن دو جلد، سلیمان ندویؒ
۱۶۔ سیرۃ النبی ﷺ، علامہ شبلی نعمانی، سلیمان ندویؒ
۱۷۔ نوے سالہ اشاریہ المعارف، ڈاکٹر سہیل شفیق، قرطاس کراچی یونیورسٹی
۱۸۔ اردو دائرہ معارف اسلامی جلد نمبر ۱۱، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ص ۲۶۶
۱۹۔ ماہنامہ، القاسم جامعہ ابو ہریرہ کا سید سلیمان ندوی نمبر

فہرست کتب بحوالہ مولانا محمد علی جوہرؒ

۱۔ مولانا محمد علی جوہر حیات اور تعلیمی نظریات، ثناالحق صدیقی، آل ایجوکیشنل کانفرنس کراچی،
۲۔ شاہکار اسلامی انسائیکلو پیڈیا، سید قاسم محمود، مکتبہ شاہکار لاہور، ص ۶۸۲
۳۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، ج ۱۹، ص ۴۹۲
۴۔ مولانا محمد علی جوہرؒ سیرت وافکار، مولانا عبدالماجد دریا آبادی، ادارہ علم وفن کراچی
۵۔ مولانا محمد علی جوہرؒ اور جنگ آزادی، ڈاکٹر ظہیر علی صدیقی، سندھ، ساگر اکیڈمی لاہور
۶۔ حیات جوہر، عشرت رحمانی، فروغ ادب لاہور
۷۔ برگ گل مولانا محمد علی جوہر نمبر، اردو آرٹس کالج کراچی
۸۔ امت مسلمہ کے مسائل مولانا محمد علی جوہرؒ کی نظر میں، ڈاکٹر عمر عاصم سیال ندوۃ العلم کراچی
۹۔ مولانا محمد علی جوہرؒ اور ان کی صحافت، ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہاں پوری، مکتبہ شاہد علی گڑھ کالونی کراچی
۱۰۔ مولانا محمد علی جوہرؒ سوانح و خدمات، مرتب: ابو سلیمان شاہجہاں پوری، گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی